بیٹی کی ساس سے نکاح کرنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا مرد کا اپنی بیٹی کی ساس سے نکاح کرنا شرعاً جائز ہے، جبکہ بیٹی کی ساس کا شوہر فوت ہوچکا ہو اور عدت بھی ختم ہوچکی ہو؟

جواب

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

مرد کا اپنی بیٹی کی ساس سے نکاح کرنا شرعا جائز ہے جبکہ ممانعت کی کوئی اور وجہ نہ ہو، کیونکہ بیٹی کی ساس محرمات (حرام کی گئی عورتوں) میں شامل نہیں۔ جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

"وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ"

ترجمہ: اور ان عورتوں کے علاوہ (جو حرام ہیں) سب تمہیں حلال ہیں۔ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 24)

موسوعۃ الفقہ الاسلامی میں ہے:

"ولا تحرم بنت زوج الأم ولا أمه ولا بنت زوج البنت ولا أمه"

ترجمہ: ماں کے شوہر کی بیٹی اور ماں کے شوہر کی ماں اور بیٹی کے شوہر کی بیٹی اور بیٹی کے شوہر کی ماں حرام نہیں۔ (موسوعۃ الفقہ الإسلامی، جلد 24، صفحہ 78، الناشر مصر)

فتاوی نوریہ میں مفتی نور اللہ نعیمی علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ زید اپنے لڑکے اور لڑکی کی ساس کے ساتھ نکاح کرسکتا ہے یا نہیں، جبکہ کوئی وجہ حرمت نہ ہو؟ آپ علیہ الرحمۃ نے جواباً ارشاد فرمایا: "بلاشک وشبہ وریب نکاح کرسکتا ہے کہ اولاد کی ساس محرماتِ شرعیہ سے یقینا خارج ہے اور قرآن کریم میں ہے:

"فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ"

اور قرآن مبین میں ہے:

"وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ"

(فتاوی نوریہ، جلد02، صفحہ 437، فقیہ اعظم پبلی کیشنز، اوکاڑہ)

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : FSD-9458

تاریخ اجراء : 27 محرم الحرام 1447ھ 23 جولائی 2024ء